بسم اللّٰہِ الرَّحمنِ الرَّحیم ط

دُرِ نایاب

جنھیں تم اشک کہتے ہو دُرِ نایاب ہیں میرے
غمِ سرورؑ کی یہ بخشش مری جاگیر ہے اب تک

یاورؔ بہرائچی

سلسلہ اشاعت نورِ ہدایت فاؤنڈیشن، نمبر ۱۸

نام کتاب	:	دُرِ نایاب
شاعر	:	جناب یاور حسین رضوی
تخلّص	:	یاورؔ
ولادت	:	۱۶ر ستمبر ۱۹۲۷ء، محلہ سیدواڑہ، بہرائچ (یو۔ پی۔)
والد کا نام	:	وصی حیدر رضوی مرحوم ابنِ نظر حسین رضوی مرحوم
سنہ اشاعت	:	مئی ۲۰۰۹ء
ترتیب وانتخاب	:	سیدہ اصغری بانو جائسی بنتِ اخترؔ جائسی مرحوم ابنِ علّامہ قدسیؔ جائسی مرحوم
پیشکش	:	مظہرؔ سعید (موبائل: 9838521849)
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، چوک، لکھنؤ (9935025599)
مطبع	:	نظامی پریس، وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ
ہدیہ	:	۱۰ر روپئے
ناشر	:	نورِ ہدایت فاؤنڈیشن امام باڑہ غفرانمآبؒ، چوک، لکھنؤ-۳

ملنے کے پتے

۱- یاورؔ بہرائچی، محلّہ سیدواڑہ، ضلع، بہرائچ (یو۔ پی۔)

۲- ظفر بک ڈپو، بشیر گنج چوراہا، بہرائچ (یو۔ پی۔)

۳- نورِ ہدایت فاؤنڈیشن امام باڑہ غفران مآبؒ، چوک، لکھنؤ-۳

پیش لفظ

خالق انسان، خلاق وصناع زمان ومکان، مبدء کلام وبیان کی حمد وثنا جس نے انسان کونور وعلم وکلام کی نعمتیں بخشیں۔اس کی بنائی ہوئی ہر چیز نرالی ہی ہے لیکن انسان کو جیسے اعجوبوں کا مجموعہ بنا ڈالا۔اس کثرت عجائب سے خیرہ ہوتی ہماری آنکھیں ممکن ہے بہت سے اعجوبوں کو اعتنا میں نہ لائیں یا ان میں کچھ نرالاپن نہ دیکھ پائیں۔ بہرحال آج نور ہدایت فاؤنڈیشن، 'دُرنایاب' پیش کررہا ہے۔اس کا اعجوبہ یہ ہے کہ یہ ایک ماہر ترنم، سحر طراز صوت کا کلام ہے، یعنی ایک نواسنج کا موزوں بیان ہے، ایک 'سریلے' کا سہانا کہا ہوا ہے۔ جناب یاور حسین صاحب رضوی یاورؔ بہرائچی کی شہرت وشناخت ایک سوزخواں اور نوحہ خواں کی حیثیت سے رہی ہے۔ان کے ذوق سخن کی بات پردۂ خفا میں رہ جاتی لیکن آج ان کے جذبات ولا کے نایاب وآبدار موتی منظر عام پر آرہے ہیں۔ پھر وہ خورشیدؔ جائسی مرحوم کے واسطے سے حضرت قدسیؔ جائسی کے دبستان شاعری سے وابستہ ہیں۔یہ ان کی قدسی بیانی کی دلیل بھی ہے اور ساتھ ہی انہیں سے قریبی نسبی رشتے سے بھی منسلک ہیں۔ یہ ان کی قدسی نگاہی کا مظہر ہے۔

نور ہدایت فاؤنڈیشن کی یہ ۱۸ویں پیشکش ہے۔ امید ہے کہ آپ کے ذوق شعروادب وولا کا نیک وپاک ساماں ہوگی اور آپ کی قدردانی کی مستحق۔

مصطفی حسین نقوی اسیفؔ جائسی
(رئیس مؤسسۂ نور ہدایت، لکھنؤ)

سوز بیاں

م۔ر۔عابد

آواز کے جادو کی تاریخ غالباً (کم از کم اپنی معلومات کی حدوں تک) لحنِ داؤد کے اعجاز رقم قلم کے کرشمہ سے شروع ہوتی ہے۔(یہ عشق کے دیوانے شاعروں کے حسینوں والا وہ کرشمہ نہیں کہ ؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)۔آگے چل کر کچھ زیادہ ہی بڑھ کر یہ سحر آفریں غنا کی 'نامحرم راز حدود دیں' سرحدوں میں داخل ہوگیا جہاں ؎

باغ اعجاز کی بو سحر کے جنگل میں نہیں

اس طرح اس کے معصومانہ کردار پر فضول کی تردامنی کی چھینٹیں پڑنے لگیں کہ جبہ وعمامہ سنبھالے واعظ خشک کی نظر کھانے لگی جو اپنے ہم مشرب مفتی سے 'حرام' کا فتویٰ' بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔حالانکہ کم سے کم مجھ جیسے مفلس علم کوتاہ نظر کے علم ویقین کی حد تک لطف کی بات تو یہ ہے کہ اجتہاد کی تقریباً غیر متنازعہ مملکت کی چوکھی ترقی کے زمانہ تک بھی ترنم وغنا کی حرام سرحدوں کی کوئی نشاندہی حکیمانہ وعالمانہ باریکی ودقیق پیمائی سے نہیں ہو پائی ہے۔ یہ کوئی سرکار اجتہاد مآب کی طرف انگشت نمائی یا نکتہ چینی نہیں ہے کہ ہماری تقلید کی 'تکلیف' ناپی جانے لگے بلکہ یہ محض ایک طالبعلمانہ تڑپ، حق جویانہ (Fact-finding) جستجو اور مقلدانہ راہ احتیاط (جس کی دہائی قدم قدم پر عملیوں میں ملتی ہے) کے حصول کی ملتجیانہ سعی ہے۔اگر ہماری دنیائے اجتہاد میں یہ نشاندہی خاطر خواہ ضروری باریکی کے ساتھ موجود ہے' تو براہ کرم اس طرح منظر عام پر کی جائے کہ مجھ جیسے نادار مطالعہ کی رسائی تک آسکے، ورنہ کوئی مجتہد خاطر خواہ تفقہ اور آج کے کافی حد تک ترقی یافتہ علم غنائیات اور علم موسیقی

(Musicology) میں ضروری درک حاصل کر کے اس سلسلہ میں محیط وبسیط اجتہاد فرمائے اور علماء والے روایتی تحکمانہ لہجے کی دھونس میں نہیں، دانشورانہ انداز میں پیش فرمائے۔

ساری مبینہ، حرام تر دامنی کے باوجود ترنم کی سحر طرازی کے بڑھتے قدموں نے ایک ایسی منزل پالی جہاں بڑے طمطراق والے 'از مادر حسینؑ می ترسم' کے نمایاں گلوسائن بورڈ کا سایہ مل گیا اور جہاں چند ہی سہی لیکن مفتیان کرام نے بھی جواز کا بہانہ دیکھ لیا۔ سوز خوانی کے نام سے معروف اس منزل کے لئے جواز کا فتویٰ پتہ نہیں 'مادر حسینؑ ترسی' میں یا پھر 'وابکو کثیرا' کے قرانی منشور یا 'من بکیٰ او ابکی او تباکیٰ' کے وجوب کی جنتی پہچان سے صادر ہوا یا خدا جانے کسی اور مجتہدانہ ومفتیانہ سبب سے۔

کہتے ہیں، سوز خوانی کی ایجاد کا سہرا دربار اکبری کے 'نورتن' میں ایک نمایاں ومنفرد سلطانِ گلوکاری تان سین کے سر جاتا ہے۔ بہر حال ارض گوالیار میں محوخرام اس عظیم فنکار کی اس زندہ وراثت سوز خوانی نے ایک فن لطیف کے طور سے اپنے فنی فروغ وعروج کے ساتھ ساتھ عوامی مقبولیت کی اونچائیاں سر کیں۔ پھر اودھ نے جہاں دوسرے علوم وفنون میں قدردانی کے چار چاند لگائے وہیں سوز خوانی کو بھی ہاتھوں ہاتھ، کانوں کان، جانوں جان لیا اور وہ وقار وشان بلکہ اقتدار عطا کیا کہ ایک سر برآوردہ بلکہ اپنے وقت کے واقعی سرتاج وسربراہ فن سوزخوان تو مرزا دبیرؔ جیسے یگانۂ عصر وزماں شہنشاہ مرثیہ کو آنکھیں دکھانے (دھونسیانے) کی جسارت بھی کر بیٹھا۔ خیر، وقت نے تو اپنا فیصلہ محفوظ کیا، سوداؔ وضمیرؔ، انیسؔ ودبیرؔ کی فنی میراث مرثیہ کو سرآنکھوں لیا لیکن سوز خوانی کو بھی توہین فن کے الزام سے بری کر کے ناقدری کی شکایت کا موقع نہ دیا اور مرثیہ کے زمانی نہیں تو 'مقامی' اور 'وقتی' پیش رو کی صورت میں عوامی مقبولیت کا مسندنشین کر دیا (جہاں مرثیہ کو رونق افروز منبر کیا)۔

امتداد زمانہ یا بیداد بیگانہ، بسازش یگانہ، کے ہاتھوں سلطنت اودھ کو انتزاع بلکہ

تباہی وبربادی کا منہ دیکھنا پڑا، اسی کے ساتھ اس کے اپنے سارے تہذیبی (بشمول علمی وفنی) اثاثے تاریخ کے مقبرہ میں دفن کئے جانے لگے۔ اس تدفین سے کچھ ہی فطری سخت جان قسم کے عناصر بچ سکے جو کسی نہ کسی طرح اپنی زندگی کا ثبوت دینے میں کامیاب ہو سکے یا پھر ان کی 'سند مرگ' (Death Certificate) کے حصول میں دنیا ناکام رہی اور منتظم مقبرہ نے ان کے دمبدم سانس لیتے 'کفن پوش' جسموں کو دفن ہونے نہ دیا۔ پھر وہ چار و ناچار آگے کے امتداد زمانہ کے لئے چھوڑ دیئے گئے۔ انہی میں سوز خوانی بھی رہی جو اپنی طرح تقریباً ایک صدی تک تو سانس لیتی رہی، پھر زمانہ کی ناقدری اور حالات کی ناسازگاری کا شکار ہو کر فن کی دہلیز پر دم توڑ گئی۔ اب سے کوئی چالیس پچاس سال پہلے تک اس میں اتنے دم کا عینی گواہ یہ راقم بھی ہے جو ناقدری کو درخور بے اعتنائی کرتا رہا۔

یہ زمانہ کچھ وہی تھا جب اودھ کے تاریخی تہذیبی شہر بہرائچ میں جناب سید یاور حسین صاحب رضوی یاورؔ بہرائچی اس فن سوز خوانی اور ساتھ میں نوحہ خوانی کے اپنے جوان شاہکار صوتی تخلیقات فضاؤں کے حوالہ فرما رہے تھے، پس منظر میں یہ بھی نغمہ گھل رہا ہوگا ؂

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

بہر حال وہ اپنی فنی تخلیقی جوانی قدرداں گوش شنوا کے حسن سماعت کی نذر کرتے رہے اور داد تحسین وآفریں حاصل کرتے رہے، لیکن اسی درمیان، بڑی خاموشی کے ساتھ ایک جذباتی مہم جو یانہ کام بھی انجام دیتے رہے۔ عام طور سے جذبات کی ترجمانی شاعر کے یہاں موزوں الفاظ میں ڈھل کر شعر کی صورت لبوں تک آتی ہے۔ اگر شعر کو کہیں قسمت سے ترنم یا پھر گلوکارانہ نغمہ سرائی میسر ہو جائے تو بظاہر اس کا جاں فزا اثر ساحرانہ فروغ اور دلفریب طور پا کر تبسم فرما ہو جاتا ہے۔ لیکن یاورؔ صاحب موزوں الفاظ کو مناسب ترنم اور سوز بیاں

دیتے دیتے الفاظ کی موزونیت کا چھپا ہوا سراغ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ورنہ کوئی ٹائپسٹ تحریر کے نفس مضمون کو خاطر میں نہیں لاتا، کوئی پینٹر رنگ بنانے کے ہنر سے آشنائی پیدا کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتا، لائٹنگ کا ماہر جگ مگ کرتے ٹمٹمے بلب بنانے کی فکر نہیں پالتا۔ اپنے کمال سناتے سناتے یاورؔ صاحب نے کمال یہ کر دکھایا کہ اپنے ممنونِ صوت الفاظ کی موزونیت کا راز پتہ لگا لیا اور یوں جذبات کو شعری پیکر دینے کا گر حاصل کر لیا۔ پھر پشتینی مساعد و سعید شعر و ادب حضرت خورشیدؔ جائسی جانشین قدسی نظری حضرت قدسیؔ جائسی سے کسب جلال و کمال کیا۔ کم کہا، تھوڑے دن کہا لیکن گت کا کہا۔ کیا کہنا! نیک و پاک جذبات سے ہی الفاظ کو موزوں کیا۔ جذبات بھی کچھ ایسے ہی تھے کہ الفاظ کو وزن دے دیں، کلام کو ثقل دے دیں، ان کا تعلق تو صاحب لولاک کے ترکہ ثقلین سے ہے۔ کچھ بڑھ کر ایک وقت ان جذبات کے موزوں رو کو کچھ سمجھ کر از خود روک لیا، جب دیکھا کہ ان کے دل کی بات، ان کی جانی وراثت زندگی میں ان کے دل و جاں نورِ نظر تک شاندار انداز میں پہنچ گئی۔ اب یہ یاورؔ صاحب جانیں یا ان کا داور اکبر کہ کیا سمجھ کر شاہد شعر سے اس طرح دامن کش ہو گئے۔ اپنی جانی وراثت کی خاطر خواہ زندہ اور بارآور منتقلی کے سبب یا پھر ان کی دور بینی کو یہ دور کی کوڑی ہاتھ لگی کہ کبھی کہیں ان کے دل میں یا لختِ جگر کے تحت الشعور میں ہم صفیری کا خیال نہ آئے یا یارانِ طریقت ذوقاً یا مذاقاً باپ بیٹے کو ایک ہی ترازو میں تولنے نہ لگیں۔ کچھ بھی ہو، وہ اپنے ثمرۂ سدید مظہرؔ سعید کے روپ میں اپنے تازہ نخلِ تمنا کو پھلتے پھولتے دیکھا کئے اور اسی سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا کئے۔

اب انھوں نے اپنی نیکروی سے مختصر مدتی اپنی کم گوئی کا 'کل سرمایہ شاعری' منظر عام پر لانے کا من بنا لیا ہے۔ مبارک ہو، پاک خیالی کا یہ جلوۂ عام، بہرصورت یہ جلوہ عام بھی 'دُرِ نایاب' ہے جو آپ کے ذوق کے ہاتھوں میں ہے۔

آپ کو بھی مبارک آئے۔ میں اس قابل نہیں کہ ان کی شاعری پر کچھ منہ کھولوں، یوں بھی ان کی شاعری کا نسبی رشتہ اس معراج آسا سدرۃ المنتہائے قدس سے ہے جہاں حضرت روح القدس سا ملک مقرب بھی ٹھٹھک کر پر سمیٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اور قاب قوسین کے تخلیہ کے پردے میں اکیلے صرف بلانے والے ایک اور آنے والے ایک کو یعنی وجوب وامکان کو راز و نیاز کے لئے اور حد امتیاز دکھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس رشتہ خلوص کو میں دور سے سہی سلام تو کر سکتا ہوں اور آگے حد ادب۔ آخر میں ابجدی زبان میں آپ سے بس اتنا عرض ہے:

بھائی! یہ سرمایہ 'یاور' شاعری 'در نایاب' ہے

۱۴۳۰ھ

عرضِ مصنف

میرا مختصر سا کل سرمایۂ شاعری، **'دُرِ نایاب'** کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
مجھے اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ میں نے مسلسل شاعری نہیں کی، میری شناخت تو ایک نوحہ خوان اور سوزخوان کی رہی ہے۔ نوحہ خوانی اور سوزخوانی مجھے والدہ مرحومہ سے وراثت میں ملی، جس نے میری طبیعت میں سوز و گداز و موزونیت پیدا کی اور جس نے مجھ سے کبھی کبھی شعر کہلائے۔
''دُرِ نایاب'' میں جو کلام ہیں ان کے علاوہ میں مولانا فرزند حسین ذاخرؔ اجتہادی، علامہ شاعرؔ اجتہادی، علامہ نجم آفندی، علامہ فضلؔ نقوی لکھنوی اور دوسرے مشہورِ زمانہ حسینی شعراء کا کلام بھی محفلوں، مجلسوں اور انجمن فنافی الحسینؑ بہرائچ کے جلوسوں میں عشرۂ محرم اور چہلم امامِ مظلومؑ کے موقع پر بصد خلوص و عقیدت حصولِ ثواب و فروغِ عزاء کے لئے کثرت سے پڑھتا رہا ہوں۔
آج میں ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہوں جس نے میری آواز مجھ سے چھین لی ہے اور اب میں اپنا کلام بھی خود پڑھنے سے قاصر ہوں۔
اسی کرب نے تحریک دی کہ اپنے کلام کو ایک کتابی شکل دے دوں تاکہ راہِ تبلیغ عزاء و مدحت آلِ اطہارؑ پر میرا سفر جاری رہے کہ یہی میرا مقصدِ حیات، میرا زادِ آخرت اور میری بخشش کا ضامن بھی ہے۔

خاکسار
یاور حسین رضوی یاورؔ بہرائچی
۲۱/اپریل ۲۰۰۹ء

سلام

شہیدانِ وفا کے خوں کی یہ تاثیر ہے اب تک
عزاخانوں میں برپا ماتمِ شبیرؑ ہے اب تک

جو بہلانا ہو دِل کو ذکرِ شاہِ کربلاؑ چھیڑو
سکونِ قلب کی خاطر غمِ شبیرؑ ہے اب تک

جنھیں تم اشک کہتے ہو دُرِ نایاب ہیں میرے
غمِ سرورؑ کی یہ بخشش مری جاگیر ہے اب تک

فضیلت بڑھ گئی اے نینوا خونِ شہیداں سے
کہ ہر ذرّے سے تیرے رُونما تنویر ہے اب تک

پٹک کے سَر کو ساحل پر کہا یہ موجِ دریا نے
عطش سے جاں بہ لب خیمے میں وہ بے شیرؑ ہے اب تک

گلا اصغرؑ کا چھیدا اور بازو شاہؑ کا توڑا
تصوّر میں مرے وہ حرملہ کا تیر ہے اب تک

تڑپ کر لاشِ مسلم سے کہا یہ بنت زہراؑ نے

دہم سے سر کھلے بلوے میں یہ ہمشیر ہے اب تک

ازل سے خوبیِ قسمت پہ مجھ کو ناز ہے یاورؔ
درِ سرورؑ سے وابستہ مری تقدیر ہے اب تک

❁❁❁

سلام

بیمار زندگی کو مری چارہ گر ملے
خوشیوں کے بدلے شہؑ کا غمِ معتبر ملے
یارب غمِ حسینؑ ملے، اِس قدر ملے
میں مسکراؤں بھی تو مری چشم تَر ملے
اشکوں سے مالا مال الٰہی یونہی رہوں
دامانِ زندگی میں ہمیشہ گہر ملے
سَر دے کے ہم کو دہر میں جینا سکھا گئے
راہِ وفا میں ایسے ہمیں راہبر ملے
مشکیزۂ سکینہؑ تو دریا سے بھر لیا
غازیؑ کے ہاتھ پھر بھی نہ پانی سے تر ملے
شہؑ کا فدائی نہر سے پیاسا پلٹ پڑا
اِس شان سے نہ آب رواں سے نظر ملے
حرؑ تھا یزیدی فوج میں دوزخ سے ہمکنار
جنت اسے ملی جو شہِ بحرو بر ملے
صغریٰؑ تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی ہجر میں

بابؑا کو نامہ بھیجوں اگر نامہ بَر ملے

صغریؑ جو نامہ لکھ چکی قاصد سے یہ کہا
لے جائے آن کر مجھے اکبرؑ اگر ملے

زندانِ شام میں یہ سکینہؑ کے بین تھے
آئے قرارِ دل کو جو بابؑا کا سَر ملے

مظلومیت پہ شاہؑ کی عالم ہے اشک بار
لاشے جگر کے ٹکڑوں کے سب خوں میں تر ملے

چہروں کو جن کے دیکھا نہ تھا آفتاب نے
بازارِ شام و کوفہ میں وہ ننگے سَر ملے

رو کر پھوپھی سے کہتے تھے سجّادؑ راہ میں
کوئی بھی ہم وطن نہ میانِ سفر ملے

صبح و مساء زباں پہ ہے یاورؔ یہی دعا
سَر کو جھکاؤں کاش جو سرورؑ کا دَر ملے

❁❁❁

سلام

وہ دل جو شاہؑ کی فرقت میں مبتلا ہوجائے
مذاقِ دردِ محبت سے آشنا ہوجائے

ہر ایک نقشِ قدم اس کا آئینہ ہوجائے
جو راہِ ابنِ علیؑ میں شکستہ پا ہوجائے

نگاہِ لطفِ شہؑ دیں اگر ذرا ہو جائے
تو ایک ذرّہ بھی خورشید سے سِوا ہوجائے

یہ کربلا کی شہادت بھی کیا شہادت ہے
کہ جس کا ذکر مصیبت میں ناخدا ہوجائے

نشاطِ عیش نچھاور ہو اس کی فطرت پر
وہ غم ملے جو مرے درد کی دوا ہوجائے

زبانِ احمدِ مرسلؐ دہن میں ہو جس کے
حیات اس کی نہ کیوں مثلِ مصطفیؐ ہوجائے

سکونِ قلب ملے دل مرا بہل جائے

”جبیں جو وقفِ درِ شاہ کربلاؑ ہوجائے“

حیاتِ حرِّ جریؑ کامیاب ہے لاریب
وہ زندگی جو فنا ہو کے بھی بقا ہوجائے

سکون آئے نظر ہر جگہ مجھے یاورؔ
حسینؑ جیسا زمانے کا پیشوا ہوجائے

❁❁❁

سلام

لہو میں اپنے وہ ڈوبا ہے ناخدا کیسا
جہازِ امّتِ عاصی بچا لیا کیسا

حبیب ابنِ مظاہرؑ سلام ہو تم پر
کمر خمیدہ تھی پھر بھی تھا حوصلہ کیسا

گلا کٹا کے بہترؓ نے روزِ عاشورہ
رہِ صراط پہ چلنا سکھا دیا کیسا

عزیز و یاور و انصار کا لہو دے کر
لکھا فسانۂ کرب و بلا شہاؑ کیسا

گلا کٹا دیا ہنگامِ عصر سجدے میں
حسینؑ! وعدۂ طفلی کیا وفا کیسا

ملک لگاتے ہیں آنکھوں سے تیرے ذرّوں کو
بڑھایا رتبہ ترا شہؑ نے نینوا کیسا

ہے دستِ شاہؑ پہ اصغرؑ سا نازنیں رن میں
”یہ آندھیوں میں ہے روشن چراغ سا کیسا“

جہاد وہ علی اکبرؑ کا تشنہ کامی میں

لڑا ہے فوجِ عدو سے وہ دلرباؑ کیسا
ہے پشتِ پاک پہ ظالم، گلے پہ خنجر کیں
حسینؑ سجدۂ آخر ادا کیا کیسا

کسی نے بسترِ عابدؑ لیا کسی نے رِدا
جہاں میں آلِ پیمبرؐ کا گھر لٹا کیسا

اسیر شاہؑ کی عترت، رسن ہے شانوں میں
چلا ہے شام کی جانب یہ قافلہ کیسا

دیارِ شام میں خطبوں سے بنتِ زہراؑ نے
فسانۂ حق و باطل سنا دیا کیسا

پھپھولے روتے تھے پیروں کے خون کے آنسو
چلا ہے کانٹوں پہ بیمارِ کربلاؑ کیسا

جو دیکھا سیّدِ سجّادؑ نے تڑپ اُٹھے
رکھا تھا طشت میں فرقِ شہِ ہدیٰؑ کیسا

ملے گا قصرِ بہشتِ بریں مجھے یاورؔ
نظر ہے شاہؑ کی مجھ پر تو وسوسہ کیسا

❁❁❁

سلام

وجودِ آلِ پیمبرؐ ہوا وفا کے لئے
ہر ایک بات رہی ان کی بس خدا کے لئے

بہشت ان کی ہے، کوثر انھیں کے قدموں میں
وہ انّما کے لئے تاجِ ہل اتیٰ کے لئے

احد میں بدر میں صفّین میں چلی پیہم
خدا نے تیغ جو بھیجی تھی مرتضیٰ کے لئے

رہے گی تابہ قیامت جریؑ کے قدموں میں
فرات وقف ہے عباسِ باوفاؑ کے لئے

برستے تیروں میں جلتی زمیں پہ سجدۂ شکر
کیا حسینؑ نے اسلام کی بقا کے لئے

دعا نبیؐ کی ہے اہلِ عزاء رہیں گے سدا
ہوئے ہیں خلق غمِ شاہِ کربلا کے لئے

تلافی کی حُرِ غازیؑ نے حق پہ سَر دے کر
شہید ہوگیا فرزندِ فاطمہؑ کے لئے

سلامِ آخری اکبرؑ نے جب کیا رن سے
شہاؑ تڑپ گئے ہمشکلِ مصطفیٰؐ کے لئے

لہو لہو تھی جبیں شہؑ کی سنگ باری سے
ہر اک ستم تھے روا سبطِ مصطفیٰؐ کے لئے

کھلے تھے رانڈوں کے سر اور رسن تھی شانوں میں
گلے میں طوق تھا بیمارِ کربلاؑ کے لئے

کفن سکینہؑ کو کس طرح ملتا زنداں میں
ترستی آلِ پیمبرؐ رہی ردا کے لئے

سکوں کہاں مِلا عابدؑ کو بعدِ شہؑ یاورؔ
تمام عمر وہ روتے رہے شہاؑ کے لئے

❁❁❁

سلام

علیؑ کا لالؑ جو میدانِ کارزار میں تھا
ہر اک لعیں وہاں ہیبت سے انتشار میں تھا

برہنہ پا پسرِ شاہؑ ریگ زار میں تھا
گلوئے نازنیں بھی طوقِ خاردار میں تھا

نثار سَر کروں اذنِ وغا جو مِل جائے
یہ جذبہ شاہؑ کے ہر ایک جاں نثارؑ میں تھا

عدو یہ سمجھے کہ حیدرؑ ہیں بَر سَرِ پیکار
وہ رنگ حملۂ عباسِ نامدارؑ میں تھا

ہزاروں چشمے ابلتے بس ایک ٹھوکر میں
نبیؐ کے نورِ نظرؑ کے یہ اختیار میں تھا

سبک عبادتِ ثقلین جس کی جنبش سے
وہ وزن فاتحِ خیبرؑ کی ذوالفقار میں تھا

نہ ہوتا کیسے وہ سیراب جامِ کوثر سے
حر جریؑ بنِ زہراؑ کی رہگزار میں تھا

ہزاروں تیر تھے تلواریں تھیں مگر اکبرؑ
علیؑ کی شان سے میدان کارزار میں تھا

شہید ہوگئے اکبرؑ تو پھر خزاں بولی
یہ گل حسینؑ کا اٹھارویں[۱۸] بہار میں تھا

مِلا حسینؑ کے دَر سے مجھے شرف یاورؔ
سلام کہہ سکوں کب میرے اختیار میں تھا

❁❁❁

رخِ حیات کی رنگت نکھار دیتی ہے
مزاجِ گیسوئے دوراں سنوار دیتی ہے
وہ خاص چیز محبت ہے آپ کی اے علیؑ
جو ڈوبتا ہے یہ اس کو ابھار دیتی ہے

سلام

لڑے تھے روزِ دہم شاہِ کربلاؑ ایسے
کہ لگ رہے تھے سبھی کو وہ لافتیٰ ایسے

رضائے حق کے لئے سَر دیا بہترؓ نے
شِکن جبیں پہ نہ آئی ہوئے فدا ایسے

قدم میں آئی نہ جنبش ڈٹے رہے پیہم
شہید ہوکے رہے تھے وہ باوفا ایسے

صفیں الٹ گئیں فوجِ عدو میں ہلچل تھی
لڑے ہیں نہر پہ عباسِ باوفاؑ ایسے

نبیؐ کے بعد علیؑ فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
''ملے ہیں کشتی اُمت کو ناخدا ایسے''

نہ جاتے آلِ نبیؐ گر مباہلے کے لئے
نہ ہوتی آیۂ تطہیر پر جِلا ایسے

برہنہ سَر کرو، اعدا سے بولیں یہ زینبؑ
نہ ہوگا کم کسی صورت سے مرتبہ ایسے

ہوئیں ہیں بنتِ علیؑ سَر برہنہ بعدِ حسینؑ
ہُوا ہے سب پہ عیاں رازِ کربلا ایسے

ہمارے باباؑ کو بلواؤ دِل تڑپتا ہے
سکینہؑ کرتی تھی زندان میں بکا ایسے

غمِ حسینؑ میں رو رو کے نوحہ پڑھتا ہوں
سکون ملتا ہے یاورؔ کو برَملا ایسے

❁❁❁

سلام

پھر وہی حملۂ حیدرؑ وہی جوہر دیکھے
وار عبّاسؑ کے اب شام کا لشکر دیکھے

لے کر عبّاسؑ نے چلّو میں اسے پھینک دیا
شرم سے آبِ رواں رُوئے دِلاورؑ دیکھے

کربلا آکے فرشتوں نے بھی عاشور کے دِن
لاکھ پر بھاری رہے شہؑ کے بہتّر دیکھے

راہب و فطرس و حرؑ جونؑ کی تقدیر بنی
معجزے تیرے درِ سبطِ پیمبرؐ دیکھے

جب چلے نہر کو عباسِ جریؑ مشک لئے
بھاگتے گھاٹ سے کفّار کے لشکر دیکھے

مسکراہٹ ہے کہ چلتی ہوئی شمشیرِ علیؑ
حملے بے شیرؑ کے بھی فوجِ ستمگر دیکھے

منھ چھپائے ہوئے پھرتے ہیں عدو بہرِ اماں
''تشنگی میں کوئی شبیرؑ کے تیور دیکھے''

مِل گئی عونؑ و محمدؑ کو رضائے مولاؑ
رن میں جاتے ہوئے کن آنکھوں سے مادر دیکھے

قتل جب ہوگئے سب ناصرِ فرزندِ نبیؐ
یاس سے سوئے فلک جانِ پیمبرؐ دیکھے

لگ گئی آگ پریشان ہے بنتِ زہراؑ
جلتے خیموں کا بھلا کیسے وہ منظر دیکھے

جن کے چہروں کو نہ دیکھا تھا کبھی سورج نے
کیا قیامت ہے جہاں ان کو کھلے سَر دیکھے

یاورِؔ عاصی کو اب ضبط نہیں ہوتا ہے
مولاؑ بلوایئے وہ روضۂ انور دیکھے

❁❁❁

سلام

بولے فرزندِ نبیؐ دین کا بس نام رہے
''ہم رہیں یا نہ رہیں عظمتِ اسلام رہے''

جس کو اندازۂ تصویرِ نبیؐ ہوجائے
اس کی نظروں میں کہاں یوسفِ گلفامؑ رہے

کل جو کوشش تھی یزیدوں کی وہی آج بھی ہے
نامِ شبیرؑ ہی رہ جائے نہ اسلام رہے

عفو کی حرؑ کی خطا، دے دیا دنیا کو سبق
آدمی دہر میں بس پیروِ اسلام رہے

لاش پر کی یہ دعا سبطِ نبیؐ نے یاورؔ
جونؑ ہوجائے حسیں اب نہ سیہ فام رہے

❁❁❁

سلام

خلدِ بریں میں اپنے لئے گھر کے واسطے
اشعار لکھّے آلِ پیمبرؐ کے واسطے

عبّاسؑ یوں ہیں شمرِ ستمگر کے واسطے
جیسے علیؑ تھے مرحب و عنتر کے واسطے

ساحل پہ سَر پٹکتی تھیں موجیں فرات کی
کوثر تڑپ رہا تھا بہتّر کے واسطے

جو بو سہ گاہِ شافعِ محشرؐ ہے وہ گلا
شمرِ لعیں نہیں ترے خنجر کے واسطے

اشکِ عزا کی عظمت و توقیر کو سلام
آتی ہیں سیدہؑ اِسی گوہر کے واسطے

تھا ''انّما'' کا تاج رکھا جس کے فرق پر
محتاج اس کی آلؐ تھی چادر کے واسطے

تھے ریسمانِ ظلم میں بارہ گلے بندھے
طوقِ گراں تھا عابدِ مضطرؑ کے واسطے

یاورؔ کا بھی قیام ہو دَر پر ترے حسینؑ
''سجدے تڑپ رہے ہیں ترے در کے واسطے''

❁❁❁

وہ دل کہ جس میں محبت کا داغ ہوتا ہے
مری نگاہ میں روشن چراغ ہوتا ہے
مہکتا رہتا ہے احساس کا جہاں یاورؔ
علیؑ کے نام سے دل باغ باغ ہوتا ہے

سلام

نوکِ نیزہ سے شہؑ کرب و بلا دیکھا کئے
عترتِ اطہارؑ کو قیدی بنا دیکھا کئے

بعدِ قتلِ شاہِ دیںؑ زین العبّاء دیکھا کئے
سلسلہ رنج والم اور درد کا دیکھا کئے

سات سو کرسی نشینوں کے بھرے دربار میں
سَر جھکائے یاس سے زنجیر پا دیکھا کئے

کربلا کے بعد بھی فرصت نہیں غم سے ملی
کربلا کے بعد بھی کرب و بلا دیکھا کئے

جب سکینہؑ کو اے یاورؔ دفن وہ کرنے لگے
اپنا اپنا دل سنبھالے انبیاءؑ دیکھا کئے

❁❁❁

سلام

اسلام بولا جسم میں جاں دوڑتی ملی
شبّیرؑ کے لہو سے نئی زندگی ملی

شرما گئے تھے دیکھ کے خورشید و ماہ بھی
رخ پر جنابِ جونؑ کے وہ روشنی ملی

ہیبت سے کتنے مَر گئے حیدرؑ کے شیرؑ کی
لاشوں پہ لاش رن میں تڑپتی ہوئی ملی

تھا حق شناس حُرِّ جریؑ حق پہ سَر دیا
سبطِ نبیؐ کے در سے اسے روشنی ملی

پہنچے جو شاہؑ اکبرِ ذیشانؑ کی لاش پر
کڑیل جواں کے سینے میں بَرچھی چبھی ملی

سجدے میں قتل ہوگئے جب شاہِ مشرقینؑ
ہنگامِ عصر رن کی زمیں کانپتی ملی

تاریکیوں میں ڈوب چکا تھا جہاں تمام
''انساں کو کربلا سے نئی روشنی ملی''

اہلِ حرمؑ کو راہ میں پانی نہیں ملا
بس کربلا سے شام تلک تشنگی ملی

دِکھلا کے آب پھینک دیا جب لعین نے
بالی سکینہؑ اور تڑپتی ہوئی ملی

ممکن نہیں ہے تذکرہ مولاؑ کا چھوڑدے
یاورؔ کو ذکرِ شاہؑ میں وہ چاشنی ملی

❁❁❁

شبِ معراج

دیکھ کر سارے ملک عرش پہ حیراں ہوں گے
زینتِ ہفت فلک فخرِ رسولاںؐ ہوں گے

عبد و معبود میں کچھ راز کی باتیں ہوں گی
''آج کی رات نبیؐ عرش پہ مہماں ہوں گے''

جس جگہ جانے کی جرأت نہ کریں گے جبریلؑ
جوتیاں پہنے وہاں سَرورِ ذیشاںؐ ہوں گے

باعثِ خَلقِ دو عالم ہیں رسولِ اکرمؐ
انس و جن، شمس و قمر تابع فرماں ہوں گے

ان کے لبہائے مبارک سے جو نکلیں الفاظ
معنی، مفہوم میں تفسیر میں قرآں ہوں گے

ان کا کردار سمجھنا کوئی آسان نہیں
وہ سمجھ پائیں گے جو صاحبِ عرفاں ہوں گے

حسنِ احمدؐ کے مقابل نہ ٹکے گا کوئی
دور کے اپنے حَسیں یوسفِ کنعانؑ ہوں گے

ہاتھ میں دامنِ احمدؐ ہے ہمارے یاورؔ
حشر میں ہم تو ذرا بھی نہ پریشاں ہوں گے

❁❁❁

درمدح حضرت امام حسن علیہ السلام

نبیؐ کی گود میں میرے شہِ انامؑ آئے
جہاں میں آج حسنؑ دوسرے امامؑ آئے

پڑھیں درود سبھی مومنین محفل میں
سرورِ قلب و جگر ہادی انامؑ آئے

نبیؐ ہیں شاد علیؑ خوش ہیں فاطمہؑ مسرور
زمیں پہ آج حسنؑ آسماں مقامؑ آئے

درِ حسنؑ سے گیا کوئی خالی ہاتھ نہیں
غریب و بیکس و مضطر کے آپ کام آئے

درِ امامِ حسنؑ کی یہ شان کم تو نہیں
جھکائے سَر جہاں جبریلؑ صبح و شام آئے

شرابِ معرفتِ حق سے ہو گئے سیراب
جو لوگ محفلِ مولاؑ میں تشنہ کام آئے

یہ شانِ عزمِ علیؑ جانِ فاطمہؑ و نبیؐ
امامِ کون و مکاں عرش احتشامؑ آئے

پڑھا قصیدہ جو یاورؔ نے جھوم اٹھی محفل
سرور چھایا کچھ ایسا کہ جیسے جام آئے

❁❁❁

در مدح حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام

بے چین ترے ہجر میں یہ قلب و جگر ہے
مشتاق تری دید کا بس دیدۂ تر ہے

بے نور نہ ہوجائیں کہیں مجھ کو یہ ڈر ہے
''آجاؤ کہ آنکھوں میں ابھی تابِ نظر ہے''

آجا مرے مونس کہ نہیں ضبط کا یارا
آنکھوں میں شبِ ہجر کٹی، وقتِ سحر ہے

ہر غنچہ و گل خندہ بہ لب ہے جو چمن میں
نرجس کے گلِ تر تری آمد کا اثر ہے

یاورؔ کا عریضہ جو تہِ آب ہے روشن
ہر لفظ عقیدت کا مری رشکِ قمر ہے

❁❁❁